۶۰ سال پہلے

اس زمانے میں ہم کو جناب خلیل انوری صاحب سے بھی نیاز حاصل ہوا جو سنگاپور (جزائر ملایا) سے ایک اعلیٰ درجہ کا انگریزی رسالہ "Genuine Islam" نکالتے ہیں۔ ان کے رسالے کی تعریف ہم اس سے پہلے ان صفحات میں کر چکے ہیں۔ اپنی شان (Get-up) کے اعتبار سے وہ اس قابل ہے کہ مشرق و مغرب کے بلند پایہ رسائل کے پہلو میں جگہ پا سکتا ہے۔ مضامین کے اعتبار سے بھی خاصا بلند ہے اور زیادہ بلند کیا جا سکتا ہے۔ مگر مشکل یہاں بھی وہی ہے جو دوسرے مفید کاموں کو پیش آ رہی ہے۔ خلیل انوری صاحب نے رسالہ اپنے ذاتی سرمایہ سے (جو بہت ہی قلیل تھا) جاری کیا۔ مال دار مسلمانوں میں سے کسی نے ان کا ہاتھ نہ بٹایا۔ تعلیم یافتہ مسلمانوں نے رسالہ خرید کر بھی ان کی اعانت نہ کی۔ ایک بلند پایہ انگریزی رسالے کو ایسی حالت میں کیونکر چلایا جا سکتا ہے جبکہ اس کے خریدار پورے ایک ہزار بھی نہ ہوں۔ فاضل موصوف سے ہم نے مسلمانوں کی سرد مہری کا جو حال سنا ہے اس سے ہم حیران ہیں کہ یہ قوم آخر کدھر جا رہی ہے اور کیا چاہتی ہے۔ اردو میں لٹریچر پیش کیا جائے تو کہتے ہیں انگریزی میں چاہیے۔ انگریزی میں پیش کیا جائے تو اس کو بھی قبول نہیں کرتے۔ اب غالباً چینی اور ٹمبکٹوی زبانوں کا مطالبہ ہو گا۔ غیر قومیں ہمارے ممالک میں جو رسالے شائع کرتی ہیں ان کی تعداد اشاعت پچاس پچاس ہزار تک پہنچتی ہے۔ پارسی قوم کا ایک اخبار جو گجراتی میں شائع ہوتا ہے، ۶۵ ہزار کی اشاعت رکھتا ہے۔ ہندو قوم کا ایک ماہوار مذہبی رسالہ جو ہندی میں نکلتا ہے، چالیس ہزار تک پہنچ چکا ہے۔ انگریزوں اور ہندوؤں کے بعض اخبارات اور رسالے جو انگریزی زبان میں شائع ہوتے ہیں، نصف لاکھ یا اس سے کچھ کم و بیش تک اشاعت حاصل کر چکے ہیں۔ مگر مسلمانوں کے بہتر سے بہتر اخباروں اور رسالوں کو بھی ہزار دو ہزار سے زیادہ اشاعت نصیب نہیں ہوتی۔ چار پانچ ہزار تک جو پہنچ گیا اسے گویا معراج حاصل ہو گئی۔ حوصلوں کا یہ حال ہے اور اس پر ہمسایہ قوموں کے مقابلے میں سربلند ہونے کی آرزو ہے۔

(سید ابوالاعلیٰ مودودی، اشارات، جلد ۹، عدد ۶، ذی الحجہ ۵۵، فروری ۱۹۳۷)